REGD No. L.5254

جسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ
عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

الفضل

روزنامہ ربوہ

یوم پنجشنبہ

۲۲ رمضان المبارک سنہ ۱۳۷۶ھ

فی پرچہ ۱؍

جلد ۱۱/۴۶ | ۲۳ شہادۃ سنہ ۱۳۳۶ہش ۲۳ اپریل سنہ ۱۹۵۷ء | نمبر ۹۷

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ

کی صحت کے متعلق اطلاع

ربوہ ۲۲ اپریل۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے۔

طبیعت بفضلہ تعالیٰ اچھی ہے۔ الحمدللہ

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں ؛

اردن جیمز رچرڈز کے دورے کا خیر مقدم کریگا

پریس کانفرنس میں اردن کے وزیراعظم ڈاکٹر حسین خالدی کا بیان

عمان ۲۲ اپریل۔ اردن کے وزیراعظم ڈاکٹر حسین خالدی نے کل یہاں اپنی پہلی پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہم صدر آئزن ہاور کے خاص ایلچی جیمز رچرڈز کے دورۂ عمان کا خیر مقدم کریں گے۔ مسٹر رچرڈز نے ابھی عمان جانے کا کوئی فیصلہ نہیں کیا ہے۔ اردن فوج کے سابق چیف آف سٹاف جنرل حیاری نے اردن سے شام پہنچ کر ایک پریس کانفرنس میں شاہ حسین پر یہ الزام لگایا تھا۔ کہ وہ عمان میں بعض غیر ملکی سفارت خانوں کے فوجی اتاشیوں کے ساتھ مل کر اردن کی آزادی کو ختم کرنے کی سازش کر رہے ہیں۔ اس الزام کا جواب دیتے ہوئے ڈاکٹر خالدی نے اپنی پریس کانفرنس میں کہا۔ یہ الزام بے بنیاد ہے کسی غیر ملکی فوجی اتاشی نے شاہ سے کوئی ملاقات نہیں کی۔ اور نہ ہی اس قسم کی سازش کی گئی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ شاہ حسین نے قوم و ملک کی فلاح و بہبود اور ان کی ترقی و بہتری کی خاطر جو عظیم بوجھ اپنے کندھوں پر سنبھالا ہوا ہے۔ اس کے لئے وہ قوم کی طرف سے شکریہ کے مستحق ہیں۔ ڈاکٹر خالدی نے اردن کے دو سابق چیفس آف اسٹاف جنرل ابو نوار اور جنرل حیاری جنہوں نے اردن سے بھاگ کر شام میں پناہ لے رکھی ہے کا ذکر کرتے ہوئے کہا۔ میرے دل میں ان دونوں جرنیلوں کا بڑا احترام ہے۔ اگر وہ اردن واپس آ جائیں۔ تو ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی جائے گی۔ اور شاہ حسین انہیں معاف کر دیں گے۔

جنرل حیاری نے دمشق میں شاہ حسین پر غیر ملکی فوجی اتاشیوں کے ساتھ مل کر سازش کا جو الزام لگایا ہے۔ اردن کے سابق وزیراعظم سلیمان نابلسی نے ایک بیان میں بالواسطہ طور پر اس کی تائید کی ہے۔ انہوں نے کل اخبار نویسوں کو بتایا کہ بعض غیر ملکی مشن اردن میں ریشہ دوانیاں کر رہے ہیں۔ جب ایک اخبار نویس نے ان سے پوچھا کہ کیا ان ریشہ دوانیوں سے روسیوں کا کوئی تعلق ہے تو انہوں نے کہا نہیں۔ بلکہ اس میں بعض اور ملکوں کا ہاتھ ہے۔ جیمز رچرڈز کے متوقع دورے کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا میں نے جیمز رچرڈز کو ایک خط لکھا ہے۔ جس میں ان کے دورے کا خیر مقدم کیا گیا ہے۔ ابھی تک ان کی طرف سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا۔ انہوں نے مزید کہا میں کمیونسٹوں کا مخالف ہوں لیکن میں ان کا مقابلہ صدر آئزن ہاور کی طرف سے نہیں بلکہ خود اپنی طرف سے کروں گا ؛

مسجد مبارک میں قرآن مجید

اور

بخاری شریف کا درس

ربوہ ۲۲ اپریل۔ رمضان کے بابرکت ایام میں مسجد مبارک میں قرآن مجید کے درس کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ کل مورخہ ۲۰ رمضان المبارک کو نماز عصر کے بعد مکرم مولانا ظہور حسین صاحب سابق مبلغ بخارا نے سورۂ عنکبوت تک درس مکمل کر لیا۔ آپ نے سورۂ رعد سے درس شروع کیا تھا۔

آج مورخہ ۲۱ رمضان المبارک سے مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل سورۂ روم سے درس شروع کر رہے ہیں۔

اسی طرح نماز فجر کے بعد حضرت مرزا شریف احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد نے بخاری شریف کے درس کا جو سلسلہ شروع فرمایا تھا۔ وہ بھی بفضلہ تعالیٰ جاری ہے۔ حضرت میاں صاحب موصوف روزانہ نماز فجر کے بعد قریباً نصف گھنٹہ تک درس دیتے ہیں ؛

امریکہ نے پچھلے سال دوسرے ملکوں کو پانچ ارب ڈالر کی امداد دی

مغربی یورپ اور ایشیائی ممالک کو برابر رقوم دی گئیں

واشنگٹن ۲۲ اپریل۔ امریکی محکمہ تجارت نے ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ ۱۹۵۶ء میں امریکہ نے بیرونی ممالک کو جو اقتصادی امداد دی۔ اس کی کل مالیت چار ارب نوے کروڑ ڈالر بنتی ہے۔ یہ رقم ۱۹۵۵ء کی نسبت ۸ فیصد زیادہ ہے۔ ۱۹۵۵ء میں ۴ ارب ۵۴ کروڑ ۷۰ لاکھ ڈالر اقتصادی امداد پر خرچ کئے گئے تھے

اس امداد میں سے مغربی یورپ کو ایک ارب نوے کروڑ ڈالر دیئے گئے۔ جنوبی امریکہ کے ممالک کو ۲۱ کروڑ ۸۰ لاکھ ڈالر کی امداد دی۔ اور ایشیائی ممالک کو ایک ارب نوے کروڑ ڈالر کا سامان اور نقدی بھیجی گئی۔

جنرل حیاری کو حکومت شام کا انتباہ

دمشق ۲۲ اپریل۔ قاہرہ ریڈیو نے اعلان کیا ہے کہ حکومت شام نے اردن کے سابق چیف آف سٹاف جنرل حیاری سے جنہوں نے شام میں پناہ لے رکھی ہے۔ کہا ہے کہ وہ کسی قسم کی سیاسی سرگرمیوں میں حصہ نہ لیں ریڈیو نے مزید اعلان کیا کہ جنرل حیاری نے کل جو پریس کانفرنس بلائی تھی اور جس میں شاہ حسین پر بعض غیر ملکی طاقتوں کے ساتھ مل کر سازش کرنے کا الزام لگایا تھا اس کے بارے میں انہوں نے حکومت شام سے اجازت نہیں لی تھی۔ حکومت کا کہنا ہے کہ یہ اقدام کالعدم نہیں

-کراچی ۲۲ اپریل۔ وزیراعظم جناب حسین شہید سہروردی جاپان کے سرکاری دورے پر آج شام کراچی سے ٹوکیو روانہ ہو رہے ہیں ؛

بھارتی وزیراعظم کی طرف سے اسرائیل کی حمایت

تل ابیب ۲۲ اپریل۔ برطانوی لیبر پارٹی کے لیڈر مسٹر بیوان کا کہنا ہے۔ کہ بھارتی وزیراعظم پنڈت جواہر لال نہرو نے کہا ہے۔ کہ مشرق وسطیٰ کے لوگوں کو بالآخر اسرائیل کو تسلیم کرنا ہی پڑے گا۔ انہوں نے یہ بات کل تل ابیب پہنچ کر ایک بیان میں بتائی۔ نیز مزید کہا مجھے امید ہے کہ ہندوستان اور اسرائیل کے درمیان بہت جلد گہرے سفارتی تعلقات قائم ہو جائیں گے۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں طبع کرا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی

روزنامہ الفضل ربوہ

مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۵۷ء

خلیفہ کا انتخاب

پیغام صلح نے ۱۷ اپریل کے اداریہ میں "قیام خلافت کے لئے نئی تدابیر" کے زیر عنوان جو کچھ لکھا ہے۔ اس میں سراسر وہی انداز اختیار کیا گیا ہے۔ جو قدیم سے دشمنان حق کا انداز ہوتا ہے۔ یعنی طنز، تمسخر افتراء اور پیغام صلح والوں کا یہ انداز اب مستقل حیثیت اختیار کر گیا ہوا ہے۔ کیا پیغام صلح بتائے گا۔ کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالے بنصرہ العزیز کو طنزاً بار بار خلافت مآب لکھنا کونسے اسلامی اخلاق کا مظاہرہ ہے۔

خیر جماعت احمدیہ کی گذشتہ مجلس مشاورت میں خلافت کے متعلق جو قرارداد اتفاق رائے سے منظور ہوئی ہے۔ اس کو ہدف بنا کر پیغام صلح نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے پیارے محمود کے ساتھ اپنی طبعی دشمنی کے پھپھولے پھوڑنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن "محمود" کا خوف پیغام صلح والوں کے دل پر اس طرح مسلط ہے کہ بہت ممکن ہے کہ راتوں کو خواب میں بھی چونک اٹھتے ہوں۔ چنانچہ لکھتا ہے:۔

"فی الواقعہ جن لوگوں نے اپنی عقل و خرد کو ایک غیر مامور کے ہاتھ پر بیچ کر ایمان بالخلافت جیسی انوکھی چیز خرید لی ہو... ان سے قرارداد کی مخالفت کی توقع بھی کیا ہو سکتی تھی۔ اور وہ لوگ جن کا "ایمان بالخلافت" متزلزل ہو چکا ہے۔ اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہیں۔ کہ "عدم اتفاق کے اظہار کی کھلی اجازت" ربوہ جیسی جبر و استبداد کی بستی میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی۔"

دیکھا! ایک شخص جس کے پاس نہ توپ ہے۔ نہ بندوق نہ کوئی اور ایسا سامان ہے۔ جس سے ربوہ میں بیٹھے بیٹھے چار دانگ عالم کے احمدیوں کو ایک نظام میں باندھے رکھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا خوف ان لوگوں کے دلوں پر کتنا طاری کر دیا ہوا ہے۔ کہ ان کے خیال میں ربوہ میں جماعت احمدیہ کو عدم اتفاق کی اجازت ہی نہیں۔

اگر پیغام صلح والے احساس کمتری سے نجات حاصل کر کے صرف اتنی بات پر ہی غور کریں۔ تو ان کو علم ہو سکتا ہے۔ کہ

اللہ تعالے کس کے ساتھ ہے

کوئی دنیوی طاقت نہ ہونے کے باوجود ساری دنیا کی جماعتوں کے دلوں پر یہ "حکم" خدا کی دین نہیں تو اور کیا ہے؟ صرف وہی شخص اس کے خلاف نتیجہ نکال سکتا ہے۔ جس کو آیہ جعلنا لکل نبی... کا مصداق بنایا گیا ہو۔ اور پھر جن کے پاس عقل و خرد ہو ہی نہیں وہ سمجھیں تو کیا سمجھیں؟۔

پیغام صلح کے خیال میں ایسی مجلس کا تقرر جو خلیفہ کا انتخاب کرے۔ اس بات کے متضاد ہے۔ کہ خلیفہ اللہ تعالے مقرر کرتا ہے۔ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو مجلس انتخاب خلیفہ کے لئے مقرر کی تھی۔ اس کو تو شاید پیغام صلح والے دور کی بات سمجھتے ہوں گے۔ مگر کیا وہ اپنا یہ موقف بھی بھول گئے ہیں۔ کہ "انجمن ہی خلیفۃ المسیح ہے۔ اور مولانا نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی لئے خلیفہ کہلائے۔ کہ آپ کو صدر انجمن نے خلیفہ بنایا تھا۔

اس کے باوجود جب پیغامیوں کی آزاد طبعی نے محسوس کیا۔ کہ خلافت ان کے راستہ میں حائل ہے۔ اور انہوں نے انجمن کو خلیفہ کہنا شروع کیا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ

"میں انجمن کی خلافت پر تھوکتا بھی نہیں۔ مجھے خدا نے خلیفہ بنایا ہے۔"

یہ تمام حوالے الفضل کی قریب کی گذشتہ اشاعتوں میں ہم شائع کر چکے ہیں۔ پیغامیوں کو چاہیئے۔ کہ انہیں نکال نکال کر پڑھیں اور پیغام صلح کی عقل و دانش پر آنسو بہائیں۔ اور سوچیں کہ جن لوگوں کا عقیدہ ہے۔ کہ انجمن خلیفۃ المسیح ہے۔ وہ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کو کس طرح خلیفہ۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ خلیفہ مان سکتے ہیں۔ مگر یہاں پیغام صلح نے اسی طرح گریز کی ہے۔ جس طرح قصیدہ گو شعراء قصیدہ میں گریز کیا کرتے ہیں۔ لکھتا ہے:۔

"کیا کسی مجلس کا انتخاب کردہ خلیفہ بھی "خدا تعالیٰ کا مقرر کردہ" کہا جا سکتا ہے؟ یہ اصطلاح سلسلہ احمدیہ میں ایک ہی شخص پر صحیح طور پر صادق ہے اور وہ حضرت مولانا نور الدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جن کو بلا کسی تجویز و انتخاب کے تمام قوم نے بلا استثنار خلیفہ تسلیم کیا۔"

اگر پیغام صلح کو ذرا بھی عقل و خرد سے حصہ ملا ہوتا۔ تو وہ خود ہی یہ بات جو اس کی تمام قیاس آرائیوں پر پانی پھیر دیتی ہے۔ پیش نہ کرتا۔

پھر خدا جانے پیغام صلح نے یہ اصول کہاں سے لیا ہے۔ کہ جس کو ساری جماعت نے اتفاق سے خلیفہ مان لیا ہو۔ وہی خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہو سکتا ہے۔ ورنہ نہیں۔

کیا پیغام صلح مانتا ہے یا نہیں کہ سیدنا حضرت صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لیکر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک جتنے خلفائے راشدینؓ تھے، وہ خدا تعالےٰ کے مقرر کردہ خلیفہ تھے؟ کیا ان چاروں میں سے کوئی ایک بھی ایسا ہے، جس کی خلافت کو ساری کی ساری قوم نے انتخاب کے وقت تسلیم کر لیا ہو۔

صرف حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے معاملہ ہی کو لیجئے۔ کیا ہزاروں مسلمان کہلانے والوں نے آپ کی خلافت سے بغاوت نہیں کی تھی۔ اس لئے کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ (نعوذ باللہ) خدا تعالے کے مقرر کردہ خلیفہ نہیں تھے؟ اور انہوں نے خود نہیں فرمایا تھا۔ کہ میں اللہ تعالیٰ کی پہنائی ہوئی قمیص کو کبھی نہیں اتاروں گا۔ اس لئے اگر پیغامی وغیرہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ سے باغی ہو گئے ہوئے ہیں۔ تو یہ من گھڑت اصول کس طرح قبول کیا جا سکتا ہے۔ اور اگر پیغام صلح کے اس من گھڑت اصول کو درست مانا جائے۔ تو کیا اس سے خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توہین کا پہلو نہیں نکلتا؟

آخر میں ہم عرض کرتے ہیں۔ کہ اگر پیغامی دن رات دعائیں کرتے رہیں۔ کہ الٰہی ہمارے دل سے محمود کی دشمنی نکال دے۔ تو یقیناً ان کو ایسے غلط سلط مضامین لکھنے سے نجات مل جائیگی۔ اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرے۔ آمین۔

پیغام صلح کو پیغامیوں کی پوزیشن کا ذرا جائزہ بھی لینا چاہیئے۔ یونہی اصول گھڑتے نہیں چلا جانا چاہیئے۔ سنئے۔

(۱) آپ کا عقیدہ ہے۔ کہ انجمن خلیفۃ المسیح ہے۔

(۲) آپ طوعاً و کرہاً سیدنا حضرت حکیم نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی خلیفہ مانتے ہیں۔

(۳) آپ کہتے ہیں، کہ صرف خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی خدا کے مقررہ کردہ خلیفہ تھے۔

(۴) آپ کہتے ہیں۔ کہ آپ کے بعد کسی خلیفہ کی ضرورت نہیں۔ یعنی جس طرح خدا تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے۔ اسی طرح جماعت احمدیہ کا خلیفہ بھی وحدہٗ لاشریک ہونا چاہیئے۔

ہم نے سہولت کے لئے صرف یہ چار باتیں ہی پیش کی ہیں۔ ان کو پڑھ کر بتلایئے کہ ان میں سے آپ کس کس چیز کو نہیں مانتے؟ اگر آپ خود فیصلہ نہ کر سکیں۔ تو احراریوں اور مودودی علماء سے مشورہ کر کے جواب دیں۔

درخواست ہائے دعاء

(۱) مکرم اطہر عالم صاحب ابن مکرم اصغر حسین صاحب ڈھاکہ امسال بی کام کا امتحان دے رہے ہیں۔ احباب ان کی شاندار کامیابی کے لئے دعا فرمادیں۔ یہ ریویو کی اعانت کے لئے ہر ماہ دس روپے ادا کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے۔ خاکسار مظفر الدین ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز انگریزی۔

(۲) میرے بھائی مبارک احمد صاحب کو ایک مقدمہ درپیش ہے احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز میری مالی پریشانیوں کے دور ہونے کے لئے بھی احباب دعا فرمائیں۔ محمد شریف لاہور

(۳) عزیزم منصور احمد گذشتہ ڈیڑھ سال امریکہ۔ انگلستان اور فرانس میں پاکستان فارن سروس کی تعلیم و ٹریننگ کے بعد ۱۲ اپریل کو واپس کراچی پہنچا۔ احباب سے درخواست ہے۔ آئندہ کامیابیوں اور ہر قسم کے نیک سامانوں کے لئے دعا فرمائیں۔ (خاکسار قاضی محمد اسلم از کراچی)

(۴) احباب جماعت کی خدمت میں درد مندانہ طور پر درخواست دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل و کرم سے مجھے صحت کاملہ و عاجلہ عطا کرے۔ اور پھر سے مجھے خدمت دین کے قابل بنا دے۔ آمین۔ خاکسار ڈاکٹر کیپٹن محمد رمضان محلہ دار الصدر غربی۔ ربوہ

(۵) مکرم امام صاحب مسجد لندن و دیگر احباب مقیم انگلستان کے لئے ان مبارک ایام میں دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کا حامی و ناصر ہو۔ اور سلسلہ کی خدمت کا موقع عطا فرمائے۔ اور دینی و دنیوی مقاصد میں کامیابی عطا فرمائے آمین۔ خاکسار کیپٹن سید سعید احمد۔

خدائی رحمت کی بے حساب وسعت

مومنوں کو کسی حال میں بھی مایوس نہیں ہونا چاہیئے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک نہایت لطیف حوالہ

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے۔ مدظلہ العالی

قرآن مجید میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے
اِنَّ عذابی اُصِیبُ بِہٖ مَنْ اشاءُ ورَحْمَتِی وَسِعَتْ کُلَّ شیءٍ۔ یعنے میرا عذاب تو میرے عام قانون کے ماتحت صرف ان لوگوں کو پہنچتا ہے۔ جو کسی امر میں خلاف ورزی کر کے اس قانون کی زد میں آجاتے ہیں لیکن **میری رحمت** ہر چیز پر وسیع ہے۔ اور اس کے لئے کوئی حد بندی نہیں۔ اس لطیف آیت میں جو من اشاءُ کے الفاظ آتے ہیں۔ ان سے قرآنی محاورہ کے مطابق خدا تعالیٰ کا عام قانون مراد ہے۔ ورنہ نعوذ باللہ یہ منشاء نہیں کہ **عذاب** تو خدا کی مرضی کے مطابق آتا ہے۔ مگر **رحمت** گویا اس کی مرضی کی حدود کو توڑ کر بے اختیار نکلتی رہتی ہے۔ چنانچہ جہاں جہاں بھی قرآن مجید میں خدا کی **مشیت** کا ذکر آتا ہے اور اس قسم کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں کہ لو شاء اللہ و ان یشاء اللہ وان شاء اللہ وغیرہ وغیرہ وہاں خدا تعالیٰ کے عام قانون قضاء و قدر اور عام قانون جزاء سزا کی طرف ہی اشارہ کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور یہ ایک خاص نکتہ ہے۔ جو دوستوں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ اس سے قرآنی تفسیر میں بہت سی مشکلات کے حل کا رستہ کھلتا ہے۔

اوپر کی درج شدہ آیت کے علاوہ حدیث میں بھی خدائی رحمت کے متعلق یہ الفاظ آتے ہیں کہ رحمتی غلبت غضبی یعنے خدا تعالیٰ نے یہ لکھ رکھا ہے کہ میری **رحمت** ہمیشہ میرے **غضب** پر غالب رہے گی۔ یعنے میرے انعام اور میری عفو کا پہلو میرے غضب اور میری سزا کے پہلو سے کبھی مغلوب نہیں ہوگا۔ اور میری بخشش اور میری عنایات کا پرچم ہمیشہ بلند و بالا ہو کر لہراتا رہے گا اور کبھی سرنگوں نہیں ہوگا۔ چنانچہ اسی عدیم المثال رحمت خداوندی کی تشریح میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دوسری حدیث میں فرماتے ہیں کہ

یدخل من امتی زمرۃٌ ھم سبعون الفاً لاحساب علیھم تضیئُ وجوھھم اضاءۃ القمر لیلۃ البدر

"یعنی میری امت میں سے ستر ہزار انسان بغیر کسی حساب کتاب کے جنت میں داخل ہونگے۔ ان کے چہرے اس طرح چمکتے ہونگے جس طرح کہ چودھویں رات میں چاند چمکتا ہے۔"

اس لطیف حدیث میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ حضرت افضل الرسل رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی **فیض** اتنے کمال کو پہنچا ہوا ہے۔ اور آپ کی **ربانی تاثیرات** اتنی بلند پایہ ہیں کہ آپ کی امت میں سے ستر ہزار انسان (جس سے عربی محاورہ کے مطابق بے شمار تعداد مراد ہے) ایسے روحانی مرتبہ پر فائز ہوں گے۔ اور ان کے لئے خدائی فضل و کرم اس قدر جوش میں ہوگا۔ کہ قیامت کے دن ان کے حساب و کتاب کی ضرورت نہیں سمجھی جائے گی۔ اور وہ گویا بغیر امتحان کے ہی پاس شمار کئے جائیں گے۔ اور ضمناً اس حدیث میں یہ بھی اشارہ ہے۔ کہ اس پاک گروہ کی عام بشری کمزوریاں اور معمولی انسانی لغزشیں ان کی غیر معمولی دینی خدمات اور ان کے قلبی تقویٰ و طہارت کی وجہ سے نظر انداز کر دی جائیں گی۔ یہ وہی ابدی فلسفہ مغفرت ہے۔ جو قرآن مجید نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ:۔

اِنَّ الحَسَنَاتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّئَاتِ

یعنے خدا تعالیٰ نے مثبت نیکیوں میں یہ تاثیر رکھی ہے۔ کہ وہ انسانی کمزوریوں اور کوتاہیوں کو اس طرح بہا کر لے جاتی ہیں جس طرح کہ پانی کا تیز دھارا خس و خاشاک کو بہا لے جاتا ہے اور اس کا نام و نشان تک نہیں چھوڑتا"

الغرض اسلام میں خدائی رحمت کو اتنی وسعت حاصل ہے۔ کہ اس کا کوئی عدّ و حساب نہیں۔ اور یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ خدائی رحمت کے دو پہلو ہیں ایک نیک جزا اور انعام و اکرام کی عدیم المثال افزائش اور دوسرے بخشش و ستاری اور عفو و مغفرت کا اکمل ترین اظہار۔ رحمت کے یہ دونوں پہلو خدائے اسلام میں اس درجہ اتم صورت میں پائے جاتے ہیں کہ کسی دوسرے مذہب میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ چنانچہ عیسائیوں نے تو گناہ کی معافی کے سوال کو خدائی عدل کے منافی سمجھ کر **کفارہ** کے غیر طبعی عقیدہ میں پناہ لی۔ اور ہندوؤں نے خدائی بخشش کو محدود قرار دیتے ہوئے **تناسخ** کا ظالمانہ عقیدہ ایجاد کیا۔ اور نسل انسانی کو لاکھوں کے چکر میں پھنسا کر بیٹھ گئے۔ لیکن اسلام کا خدا اپنی رحمت کی وسعت اور انسان کی مثبت نیکیوں کی زبردست تاثیر اور سچے پرستار کی صالح نیت کی بناء پر کس شان اور کس زور کے ساتھ فرماتا ہے کہ:۔

لا تیئسوا من روح اللہ ۔۔۔۔۔ اِنَّ اللہ یغفر الذنوب جمیعاً

"یعنے اے مومنو خدا کی رحمت سے کسی صورت میں بھی مایوس نہ ہوا کرو۔۔۔۔۔۔ تمہارا خدا سارے گناہوں کو معاف کر سکتا ہے۔ مگر شرط وہی ہے۔ کہ ان الحسنات یذھبن السیئات۔ یعنے نیکیوں کے پانی سے گناہ کی آگ کو بجھاتے چلے جاؤ۔ اور خدا کے دامن سے چمٹے رہو۔"

ضروری اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافت حقہ اسلامیہ اور نظام آسمانی کی مخالفت اور اس کا پس منظر کے امتحان کے متعلق جو اعلان اخبار الفضل مورخہ ۹ اپریل ۱۹۵۷ء میں شائع ہوا ہے اس میں یہ ہدایت بھی ہے کہ سب جماعتیں اپنی اپنی جماعت کے تمام افراد کا جائزہ لیکر اطلاع دیں کہ کتنے آدمی اس جماعت میں امتحان دینا چاہتے ہیں۔ یہ اطلاع دو ہفتہ کے اندر اندر مرکز میں پہنچ جانی چاہیئے۔

لہذا جملہ جماعت ہائے احمدیہ کے انصار اور خدام کو چاہیئے کہ معین عرصہ کے اندر اندر امتحان دینے والوں کی تعداد سے مطلع فرمائیں۔ یہ امر نہایت ضروری ہے۔

پرائیویٹ سکرٹری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی

اسی تعلق میں مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک نہایت لطیف حوالہ ملا ہے۔ جس سے روح گویا وجد میں آکر جھومنے لگتی ہے۔ حضور خدائی رحمت و بخشش کی وسعت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

"میں پھر نصیحت کرتا ہوں۔ کہ تم اپنے نفسوں کا مطالعہ کرو۔ ہر ایک بدی کو چھوڑ دو لیکن بدیوں کو چھوڑ دینا کسی کے اختیار میں نہیں۔ اس واسطے راتوں کو اٹھ اٹھ کر تہجد میں خدا کے حضور دعائیں کرو۔ وہی تمہارا پیدا کرنے والا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے۔ خلقکم وما تعملون۔ پس اور کون ہے۔ جو ان بدیوں کو دور کر کے نیکیوں کی توفیق تم کو دے۔ بعض لوگ کم ہمت ہوتے ہیں۔ تم ایسے مت بنو۔ کئی خطوط میرے پاس آتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ ہم نے بہت نماز وظیفہ کیا۔ مگر کچھ بھی حاصل نہیں ہوا۔ ایسا آدمی جو تھک جاتے۔ نامرد اور مخنث ہے۔ یاد رکھو

گرنہ باشد بدوست رہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

جو شخص جلد گھبرا جائے۔ وہ مرد نہیں کسی بات کی پروا نہ کرو۔ خواہ جذبات پہلے سے بھی زیادہ جوش ماریں پھر بھی مایوس نہ ہو۔ یقیناً خدا رحیم کریم اور حلیم ہے۔ وہ دعا کرنے والے کو ضائع نہیں کرتا۔ تم دعا میں مصروف رہو۔ اور اس بات سے مت گھبراؤ۔ کہ جذباتِ انسانی کے جوش سے گناہ صادر ہو جاتا ہے۔ **وہ خدا سب کا حاکم ہے۔ وہ چاہے تو فرشتوں کو بھی حکم کر سکتا ہے۔ کہ تمہارے گناہ نہ لکھے جائیں۔**" (تقریر جلسہ سالانہ ۱۹۰۶ء مطبوعہ بدر ۱۰ جنوری ۱۹۰۷ء)

یہ لطیف تحریر انسان کی طرف سے مجاہدہ اور خدا کی طرف سے مغفرت کے فلسفہ کی جان ہے۔ کیونکہ مجاہدہ یعنی اعمال صالحہ کی شب و روز کوشش کی وجہ سے انسان طبعاً گناہ پر دلیر ہونے سے ڈرتا اور خوف کھاتا ہے۔ اور دوسری طرف خدائی مغفرت کا تصور اسے لازماً مایوس ہونے سے بچاتا ہے۔ اور کوشش ترک کرنے سے باز رکھتا ہے۔ یہی وہ حقیقت ہے۔ جس کے متعلق کہا گیا ہے۔ کہ الایمان بین الرجاء والخوف یعنی ایمان کی سلامتی امید اور خوف کے بین بین رہنے میں مضمر ہے۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا تحریر کے آخر میں جو یہ الفاظ آتے ہیں۔ کہ "خدا سب کا حاکم ہے وہ چاہے تو فرشتوں کو بھی حکم کر سکتا ہے۔ کہ تمہارے گناہ نہ لکھے جائیں"۔ ان کا منشا ہرگز یہ نہیں ہے۔ کہ انسان کو گناہ پر دلیر کیا جائے۔ بلکہ یہ الفاظ گنہگار انسانوں کو مایوس ہونے سے بچانے اور ہر حال میں نفس کے مجاہدہ میں لگا رکھنے اور ہر صورت میں خدائی رحمت پر بھروسہ کرنے کی طرف توجہ دلانے کے لئے بیان کئے گئے ہیں۔

در اصل بعض مومنوں کا یہ مقام کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فداہ نفسی کی حدیث کے مطابق بغیر حساب کے بخشش پانے والے گروہ میں شامل ہو جائیں۔ یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قول کے مطابق فرشتے ان کی بعض کمزوریوں اور لغزشوں کے لکھنے سے ہاتھ کھینچ لیں۔ اس کے لئے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مندرجہ بالا حوالہ سے ظاہر ہے۔ بعض خاص شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔ اور وہ شرائط یہ ہیں:۔

(۱) یہ کہ صرف وہی شخص اس مخصوص خدائی رحمت کا جاذب بن سکتا ہے۔ جو اپنے نفس کے مطالعہ میں مصروف رہے۔ یعنی بالفاظ دیگر اسے دل کا تقویٰ حاصل ہو۔ جو گویا اعمال صالحہ کی روح ہے۔ جس کے بغیر کوئی شخص اپنے نفس کے جائزہ کی طرف متوجہ نہیں رہ سکتا۔ اور دل کا تقویٰ وہ چیز ہے۔ جس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے
اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

(۲) وہ بدیوں کو ترک کرنے کی مسلسل کوشش کرتا رہے۔ اور خواہ وہ اس کوشش میں کتنا ہی ناکام رہے۔ مگر کسی صورت میں اس کوشش کو نہ چھوڑے۔ اور نفس کا مجاہدہ برابر جاری رکھے۔

(۳) وہ دعاؤں میں لگا رہے۔ اور ہر حال میں خدا کی نصرت و حفاظت کا طالب ہو۔

(۴) وہ نماز تہجد کا التزام کرے۔ اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر خدا تعالیٰ کے سامنے سجدہ میں گڑگڑانے کی عادت ڈالے۔ کیونکہ تہجد وہ چیز ہے۔ جو قرآنی تعلیم کے مطابق نفس کی خواہشوں کو کچلتی اور دعاؤں کی قبولیت کا رستہ کھولتی اور انسان کو اس کے ذاتی مقام محمود تک پہنچانے میں مدد دیتی ہے۔

(۵) وہ ثابت قدم اور مستقل مزاج ہو۔ اور دعاؤں اور بدیوں کو ترک کرنے کی کوشش میں تھک کر ہار نہ بیٹھے۔ اور خدا کے رستہ میں نامردی نہ دکھائے۔ بلکہ مردانہ وار لڑتا رہے۔ خواہ بظاہر شکست ہی کھائے۔ اگر وہ خدا تک نہیں پہنچ سکتا۔ تو کم از کم اس تک پہنچنے کی کوشش میں جان دیدے۔

(۶) وہ کسی صورت میں بھی خدا کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔ اور خواہ اس کے نفس کی خواہشیں کتنا ہی جوش ماریں۔ وہ ہر حال میں خدا کی رحمت اور مغفرت پر بھروسہ رکھے۔ اور اس کے متعلق بدظنی سے کام نہ لے۔

یہ وہ چھ اصولی شرائط ہیں۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس لطیف حوالہ سے ثابت ہوتی ہیں۔ اور اس میں کیا شبہ ہے۔ کہ جس شخص میں یہ شرائط پائی جائیں۔ وہ اپنی بعض کمزوریوں کے باوجود خدائی نعمتوں کا وارث بنے گا۔ اور اس کی نیکیوں اور دعاؤں اور دل کے تقویٰ کی وجہ سے فرشتے اس کی لغزشوں کے لکھنے سے رکے رہیں گے۔ یہ وہی ابدی فلسفہ مغفرت ہے۔ جس کی طرف جیسا کہ میں نے اوپر لکھا ہے۔ قرآن مجید نے ان الفاظ میں اشارہ کیا ہے کہ:۔

ان الحسنات یذھبن السیئات۔

"یعنی نیکیاں بدیوں کو خس و خاشاک کی طرح بہا کر لے جاتی ہیں۔ اور خدا کے ریکارڈ میں ان کا نام و نشان نہیں چھوڑتیں"۔

پس آؤ کہ ہم اس رمضان کے مبارک مہینہ میں اپنے خدا سے یہ عہد کریں۔ کہ ہم ان چھ شرائط کے پابند رہیں گے۔ جن کی طرف حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اشارہ فرمایا ہے۔ یعنی ہم اپنے دلوں میں تقویٰ کا درخت لگائیں گے۔ جو عمل صالح کی روح اور ہر ایک نیکی کی جڑھ ہے۔ ہم اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کے لئے ہمیشہ کوشاں رہیں گے۔ ہم دعاؤں کو اپنا حرزِ جان بنائیں گے۔ اور خصوصاً تہجد کے لئے جوف اللیل میں اٹھ کر دعاؤں کی عادت ڈالیں گے۔ ہم ثابت قدمی اور مستقل مزاجی کے ساتھ ہر حال میں خدا کے دامن سے لپٹے رہیں گے۔ اور ہم کسی صورت میں بھی اس کی رحمت سے مایوس نہیں ہوں گے۔ تا کہ جب ہم قیامت کے دن خدا کے دربار میں حاضر ہوں۔ تو ہم دیکھیں کہ ہماری نیکیاں تو چاندی کے حروف میں لکھی ہوئی نورانی کرنوں کے ساتھ چمک رہی ہیں مگر ہماری کمزوریوں کے صفحات خالی ہیں۔ کیونکہ فرشتوں نے خدا کا اشارہ پا کر انہیں لکھنے سے اپنے ہاتھ روک لئے تھے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر اور اپنے حبیب سرورِ کائنات صلے اللہ علیہ وسلم اور اپنے مسیح پاک علیہ السلام کے قدموں کے طفیل ہمیں حشر کے دن شرمندہ اور ذلیل ہونے سے محفوظ رکھ وآتنا ما وعدتنا علی رسلک ولا تخزنا یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد۔ آمین یا ارحم الراحمین وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔

خاکسار راقم
مرزا بشیر احمد
ربوہ ۱۹ اپریل ۱۹۵۷ء

دعائے مغفرت

کیپٹن ڈاکٹر عبدالحکیم صاحب میڈیکل آفیسر پھالیہ (ضلع گجرات) دل کی حرکت بند ہو جانے سے ۸ اپریل کی شام کو یکایک رحلت کر گئے۔ اس وقت ڈاکٹر صاحب کے بیوی بچے لاہور میں تھے۔ سول سرجن صاحب گجرات نے انسانی ہمدردی کا ثبوت دیتے ہوئے نعش کو لاہور پہنچانے کا انتظام کر کے ڈاکٹر صاحب کے لواحقین کو ساری صورت حال سے بذریعہ تار اطلاع کر دی۔ چنانچہ ۹ اپریل کی دوپہر کو سول ہسپتال پھالیہ کے سٹاف کی ذاتی نگرانی اور معیت میں نعش ماڈل ٹاؤن لاہور پہنچ گئی اور اسی شام ڈاکٹر صاحب کو ماڈل ٹاؤن میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ڈاکٹر عبدالحکیم خاموش طبع، محنتی اور فرض شناس آدمی تھے۔ خدا نے آپ کے ہاتھ میں تاثیر بھی بہت رکھی تھی۔ آنکھوں کے اپریشن میں آپ کو خاص ملکہ تھا آپ نے جنگ سے پہلے نور ہسپتال قادیان میں بھی کام کیا تھا۔ عمر ۴۵ سال تھی۔ آپ نے ایک بیوی اور سات بچے اپنے پیچھے چھوڑے ہیں۔ مرحوم مغربی پاکستان کے مشہور صحافی اور ادیب۔ جناب عبدالشکور صاحب تبسم ایم اے کے بہنوئی تھے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں۔

پیغام صلح کے محمد صدیق کی کذب بیانی اور فریب دہی

از مکرم مولوی خورشید احمد صاحب شاد پروفیسر جامعۃ المبشرین ربوہ

اخبار پیغام صلح ۲۰ مارچ ۱۹۵۷ء میں ایک نوٹ میری نظر سے گزرا جس میں ایک شخص محمد صدیق نے غیر مبائعین کے گروہ میں شمولیت کا اعلان کیا ہے۔ جو وجوہ محمد صدیق نے اس نوٹ میں بیان کی ہیں ان کی محترم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے اپنے مضامین میں پوری طرح تردید کر دی ہے اسلئے اس جہت سے مجھے اس کے متعلق کچھ کہنے کی ضرورت نہیں۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ شخص کون ہے اور کس طرح جگہ جگہ کذب بیانی اور فریب دہی کا مرتکب ہوتا رہا ہے۔

پیغام صلح میں دئے گئے پتہ پر میں اس شخص کو پوری طرح نہ پہچان سکا تھا۔ لیکن اب مجھے یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ شخص قصبہ پائل، ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے۔ میں چونکہ خود پائل ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہوں۔ اسلئے وہاں کی جماعت اور محمد صدیق کے حالات سے بخوبی واقف ہوں۔ محمد صدیق نے یہ بالکل غلط لکھا ہے کہ وہ ۲۸ سال سے مبائع ہے۔ اس لئے کہ جماعت احمدیہ پائل کے پریذیڈنٹ میرے والد شیخ کریم اللہ صاحب مرحوم تھے۔ آپ ۱۹۰۸ء میں سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے تھے۔ خطبات جمعہ اور دیگر جماعتی سرگرمیاں میرے والد صاحب ہی سرانجام دیتے بلکہ اکثر اجلاس ہمارے گھر پر ہوتے۔ محمد صدیق سے میں بوجہ ہم شہر ہونے کے بچپن سے شناسا ہوں اور ۱۹۲۵ء کے بعد سے تو اسکے حالات کو اچھی طرح جانتا ہوں اس کا مبائعین جماعت احمدیہ پائل میں کبھی شمار نہیں ہوا۔ نہ ہی جماعت کے کسی فرد نے اسے احمدی سمجھا اور نہ ہی یہ کبھی ہماری مجالس میں شریک ہوا۔ ۱۹۳۹ء میں میرے والد صاحب فوت ہوئے ہیں۔ آپ کے فوت ہونے کے بعد ۱۹۴۲ء تک میری والدہ اور بہن بھائی پائل میں ہی تھے۔ میں گو قادیان میں تعلیم پاتا تھا لیکن پائل عموماً آمد و رفت رہتی اس وقت سارے قصبہ میں سوائے ہمارے گھرانہ کے اور کوئی احمدی نہ تھا۔ بعض رشتہ دار لڑکے تھے اور بعض تبادلہ ملازمت کی وجہ سے وہاں سے چلے گئے تھے۔ اس وقت تک بھی مجھے اور میرے بھائیوں کو ان کے احمدی ہونے کا کوئی علم نہیں تھا۔ محمد صدیق کے احمدی ہونے کا علم مجھے اس وقت ہوا جب کہ ۱۹۴۵ء یا ۱۹۴۶ء میں کسی دن اس نے قادیان آکر مجھے بتایا کہ میں نے گذشتہ سال بیعت کر لی ہے۔ پس اگر محمد صدیق کو اسکے اپنے قول کے مطابق ۱۹۴۴ء یا ۱۹۴۵ء سے مبائع شمار کیا جائے تو بھی اب تک صرف بارہ تیرہ سال بنتے ہیں ۲۸ سال لکھنا سراسر جھوٹ ہے۔

تقسیم ملک کے بعد میں نے اپنے بعض عزیزوں سے محمد صدیق کی احمدیت کے متعلق دریافت کیا تو ان سب نے لاعلمی کا اظہار کیا۔

محمد صدیق نے ۱۹۴۶ء میں اپنے آپ کو جن مقاصد کے ماتحت احمدی ظاہر کیا اور جو حالات اس کے بعد ظاہر ہوئے ان سے معلوم ہوتا ہے کہ محمد صدیق اظہار احمدیت میں راستباز نہ تھا بلکہ وہ صرف جلب منفعت کے لئے احمدی ہونا ظاہر کرتا رہا ہے اور اب بھی پیغامی احباب میں اس کی شمولیت محض جلب منفعت کے لئے ہے۔

میں نے لکھا ہے کہ محمد صدیق کے احمدی ہونے کا علم پہلی بار مجھے خود اس کی زبان سے ہوا جب کہ وہ نہایت خستہ حالت میں (پائل میں بھی وہ اسی حیثیت کا مالک تھا) دفتر پرائیویٹ سکرٹری میں سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ سے امداد کا طالب ہو کر آیا۔ اور کہا کہ میں نے چونکہ نئی نئی بیعت کی ہے۔ اس لئے پائل میں میری بڑی مخالفت ہوئی ہے حتیٰ کہ انہوں نے میرا سب کچھ چھین کر مجھے وہاں سے نکال دیا ہے۔ اسلئے میری مدد کی جائے۔ محترم درد صاحب مرحوم نے اسے تصدیق کے لئے میرے پاس بھجوا دیا۔ چونکہ میرے علم میں محمد صدیق احمدی نہیں تھا۔ اور اب اس کے اقرار کے سوا میرے پاس تصدیق کا اور کوئی ذریعہ نہیں تھا۔ ویسے بھی پائل میں اس کی حالت سے واقف ہونے کی وجہ سے میں نے اسے مظلوم احمدی کی بجائے ایک سائل کی حیثیت دی۔ اس لئے میں نے جہاں تک مجھے یاد ہے ان الفاظ میں اس کی سفارش کر دی۔ کہ "یہ پائل کے رہنے والے ہیں میں انہیں جانتا ہوں اپنے آپ کو احمدی بتاتے ہیں۔ مستحق امداد ہیں"

اس سفارش پر اسے دفتر سے یکصد روپیہ بطور امداد مل گیا۔ اس کے بعد تقسیم ملک سے قبل یہ صاحب ایک دفعہ پھر مجھے ملے پھر دفتر سے کچھ امداد دی گئی۔

تقسیم ملک کے بعد غالباً ۱۹۵۱-۵۲ء میں محمد صدیق مجھے ربوہ میں ملا۔ حسب سابق وہی خستہ حال تھا۔ اس نے پھر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں امداد کے لئے درخواست کی۔ مجھے یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ محمد صدیق مختلف احمدی جماعتوں کا دورہ کر کے اپنی خستہ حالی اور خود ساختہ مخالفت اور مظلومیت کا افسانہ سنا کر احمدیوں سے مالی مدد لیتا رہا ہے۔ بلکہ ایک دفعہ اس نے پشاور میں ایک احمدی دوست سے کہا کہ میری ایک یتیم بہن ہے۔ میں اس کی شادی کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ اسے اپنے عقد میں لے لیں۔ تو میرا بار ہلکا ہو جائے گا۔ وہ صاحب رضامند ہو گئے۔ پھر اس نے ان سے تیس روپے یہ کہہ کر لے لئے۔ کہ میرے پاس آنے جانے کے لئے کرایہ نہیں۔ آپ مجھے یہ رقم دیں تاکہ میں اپنی بہن کو جا کر لا سکوں یہ روپے لے کر پھر محمد صدیق نے اس دوست کو منہ نہیں دکھایا۔ پشاور کے اس دوست نے مجھے اس کی اطلاع دے دی تھی۔

محمد صدیق اس کے بعد ربوہ پھر میرے پاس آیا۔ اس دفعہ اس نے مجھے بھی اپنی بہن کے رشتہ کی پیشکش کی اس پر جب میں نے پشاور میں جعلسازی اور فریب دہی کا ذکر کر کے اسے یہ کہا کہ میں ابھی نظارت امور عامہ میں تمہارے متعلق اطلاع دیتا ہوں کہ تم لوگوں کو دھوکہ اور فریب دے کر لوٹ رہے ہو تاکہ تمہارے متعلق اخبار میں اعلان کر دیا جائے۔ اس پر زار زار رونے لگا اور فوراً اپنی ٹوپی میرے پاؤں پر رکھ دی اور ہاتھ جوڑ کر کہا کہ جو کچھ ہوا مجھے معاف کریں۔ اگر آئندہ کبھی ایسی حرکت کا آپ کو علم ہوا تو جو چاہیں سزا دیں۔

معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعد بھی یہ شخص باز نہیں آیا۔ گذشتہ سال جب جامعۃ المبشرین کی ایک پارٹی میں شامل ہو کر میں ریاست بہاولپور کی سیر کے لئے گیا۔ تو مردان میں کسی احمدی دوست نے مجھے کہا کہ یہاں ایک صاحب محمد صدیق آئے تھے کہتے تھے کہ میں خورشید احمد شاد کا رشتہ دار ہوں۔ اور اپنی مظلومیت کا رونا رو کر امداد طلب کی۔ جماعت نے اس کی خستہ حالی دیکھ کر اسے دس روپے دئیے۔

بہرحال محمد صدیق کی کذب بیانی اور فریب دہی کا ذکر میں نے اجمالاً کر دیا ہے تاکہ اسے آلہ کار بنانے والوں اور اہل پیغام کو اس کی شخصیت کا علم ہو سکے۔

خلاصہ یہ کہ محمد صدیق ۱۹۴۶ء سے پیشتر ہرگز احمدی نہیں تھا۔ ۱۹۴۶ء میں بھی اس نے صرف امداد کے لئے اپنے آپ کو احمدی ظاہر کیا۔ ورنہ نہ وہ پائل میں احمدی ہوا۔ نہ اس کی وہاں مخالفت ہوئی۔ اور نہ ہی اس کا سامان لوٹ کر اسے نکالا گیا۔ اگر محمد صدیق اس سے انکار کرے تو میں اس کے متعلق گواہیاں پیش کرنے کے لئے تیار ہوں۔ پھر اب تک بھی اس نے کسی احمدی جماعت سے تعلق نہیں رکھا۔ کبھی کسی جماعت میں چندہ نہیں دیا۔ صرف احمدی کے لفظ کو اس نے امداد حاصل کرنے کا ذریعہ بنا رکھا ہے۔

محمد صدیق کی تعلیمی حالت سے بھی میں بخوبی واقف ہوں۔ اس لئے مجھے یہ یقین ہے کہ اس نے یہ پیغام صلح میں شائع شدہ بیان خود نہیں لکھا۔ بلکہ اس سے لکھوایا گیا ہے۔

نتیجہ امتحان کتاب "اسلام میں اختلافات کا آغاز"

نام	نمبر
۱۔ عبد الشکور صاحب دھرم پورہ	۸۳
۲۔ محمد اسلم صاحب فاروقی سلطان پورہ	۸۰
۳۔ بشارت احمد صاحب دھرم پورہ	۸۰
۴۔ چوہدری نور محمد صاحب دہلی دروازہ	۵۹
۵۔ عبد الحلیم صاحب کوثر "	۵۰
۶۔ شیخ عبد الماجد صاحب "	۵۰
۷۔ عبد الغفور صاحب "	۳۷
۸۔ منور احمد صاحب "	۳۵
۹۔ لطیف احمد سلطانپورہ	۳۳
۱۰۔ خدا بخش صاحب "	۳۳
۱۱۔ منیر احمد صاحب "	۳۳
۱۲۔ منور احمد صاحب ارشد دھرم پورہ	۲۴

(مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

دعائے مغفرت

برادرم سلطان محمود انور کی والدہ صاحبہ مرحومہ ۱۶ اپریل ۱۹۵۷ء کی شام کو بقضائے الٰہی کھاریاں ضلع گجرات میں وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ احباب موصوفہ کی بلندی درجات و مغفرت کے لئے دعا فرماویں نیز دعا فرماویں کہ اللہ تعالیٰ ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

(عبد الحق ربوہ)

ایک دعوتِ مباہلہ کا جواب

(از مرزا محمد شریف بیگ صاحب امیر جماعت احمدیہ چنیوٹ)

مولوی منظور احمد صاحب مدرس جامعہ عربیہ چنیوٹ ضلع جھنگ کا ایک اشتہار مباہلہ نظر سے گذرا۔ یہ اشتہار کسی نامعلوم پریس میں چھپوایا گیا۔ اور پھر ملتان سے شائع ہوا۔ لیکن ہم لوگ جو خاص چنیوٹ میں رہتے ہیں ان کو علم تک نہ ہونے دیا۔ اور نہ ہی اس کی کوئی کاپی ارسال کرنے کی تکلیف گوارا فرمائی۔ نہ معلوم اس میں کیا مصلحت تھی۔

مولوی صاحب! ہمارے عقائد واضح اور خالص اسلامی ہیں۔ جو قرآن مجید و احادیث صحیحہ اور سنت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم مکمل پر ثابت ہیں۔ اگر آپ ان عقائد کے رکھنے والوں سے مباہلہ شریعتِ اسلامی کی روح سے جائز سمجھتے ہیں تو صاف تحریر فرما دیں۔ ہم اپنے عقائد پر راسخ ہیں۔ اور ان پر ہر قسم کی قسم کھانے کو تیار ہیں۔ لیکن ہم اسبات کو پسند نہیں کرتے۔ کہ آپ اسلامی مسائل کو ایک مشغلہ بنائیں۔ ہمارے نزدیک مباہلہ کے لئے دونوں طرف سے جماعتیں ہونی چاہئیں آپ نے فقط حضرت مرزا محمود احمد صاحب امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کو زعم خود ان کے غلط عقائد پر ہونے کی بناء پر مباہلہ کا چیلنج دیا ہے۔ حالانکہ ہر ایک احمدی فرد جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کا متبع ہے۔ وہ آپ کے نقطہ نگاہ سے چیلنج کا مخاطب ہونا چاہیئے تھا۔ کیونکہ بنیادی عقائد سب احمدی برابر ہیں۔ اسلئے ہم اپنا حق سمجھتے ہیں۔ کہ آپ کے چیلنج کا جواب مقامی ہونے کے لحاظ سے ہمی دیں۔

ہمارا نظریہ یہ ہے کہ مباہلہ سے پہلے ایک دوسرے پر دلائل عقلیہ و شرعیہ سے اتمام حجت کی جانی چاہیئے۔ پھر اس کے بعد خدائی فیصلہ کے لئے دونوں فریق بارگاہ ایزدی میں انتہائی تضرع سے دعا کریں۔ اسلئے اگر واقعی آپ مباہلہ کے ذریعہ ہی فیصلہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور خدا تعالے کے قہری نشانات ہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ تو پھر ایک فہرست ایسے اشخاص کی لکھکر ہمیں بھجوا دیں۔ جو دینی لحاظ سے پنجگانہ نماز کے عادی ہوں۔ اور خصوصیت سے حسب آیت قرآنی اپنے بیٹوں، بیویوں اور رشتہ داروں کے نام شامل کرکے معہ ان کے مکمل پتہ و دستخط یا نشان انگوٹھا بغرض تصدیق بھجوا دیں۔ ہم بھی اسی تعداد میں احمدی جماعت کے احباب کی فہرست آپ کی خدمت میں پیش کر دیں گے۔

چونکہ یہ ایک جماعتی مقابلہ ہے۔ اسلئے ہم چاہتے ہیں کہ کم از کم پچاس اور زیادہ سے زیادہ جتنے لوگ اس میں شامل کر سکیں کریں تاکہ خدا کے قہری نشان سے حق و باطل میں کھلم کھلا امتیاز قائم ہو جائے۔ اور دنیا اپنی چشم دید شہادت سے پکار اٹھے۔ کہ کس جماعت کو خدا تعالے کی تائید حاصل ہے فہرست کی تیاری کے لئے۔ ہم آپ کو تین ماہ کی مہلت دیتے ہیں اور فہرست مذکورہ موصول ہونے پر ہمارے لئے صرف ایک ماہ کی میعاد مقرر ہوگی۔

مولوی صاحب! ہمارے عقائد سن لیجئے۔

ہم اللہ تعالے پر اور اسکے فرشتوں پر اور تمام کتب سماویہ اور انبیاء علیہم السلام پر۔ اور قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں۔ بعث بعد الموت۔ اور تقدیر پر ہمارا کامل ایمان ہے۔ ہم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین اور تمام نبیوں سے افضل تسلیم کرتے ہیں۔ اور آپ پر نازل شدہ شریعت کو آخری شریعت یقین جانتے ہیں۔ سنت نبوی اور احادیث صحیحہ کی پابندی لازمی سمجھتے ہیں۔ نماز روزہ حج زکوٰۃ غرضیکہ جملہ شرعی احکام کی پابندی کرتے ہیں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں اور ہر کلمہ گو کو امت محمدیہ کا جزو قرار دیتے ہیں۔ اور اپنے تئیں بھی امت محمدیہ میں شمار کرتے ہیں۔ بالآخر ہم حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے جملہ کلمات طیبات اور پیشگوئیوں پر ایمان رکھتے ہیں اسلئے حضور کے ارشاد کے مطابق بموجب حدیث نبوی کہ اللہ تعالے میری امت میں سے ہر صدی کے سر پر ایک مرد کامل مجدد مبعوث کرتا رہے گا۔ جو دین اسلام کی تجدید کرے گا۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ گذشتہ صدیوں میں حضرت محی الدین ابن عربی اور دیگر اولیاء کرام خدا تعالے کی طرف سے بطور مجدد مبعوث ہوتے رہے۔ اور اس زمانہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے مامور من اللہ مسیح موعود اور مہدی ہونے کا دعوےٰ کیا جن کی صداقت کے لئے بموجب پیشگوئی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سورج اور چاند نے بھی گواہی دی۔ یعنی یہ کہ ہر دو کو ماہ رمضان میں گرہن لگا۔ اب آپ بتائیں کہ کیا آپ کا اس پیشگوئی پر ایمان ہے۔ اگر ہے تو موجودہ صدی جس پر ۷۵ سال گذر چکے ہیں کون شخص مامور ہوا ہے۔ اگر نہیں تو پھر یہ پیشگوئی اس زمانہ کے لئے غلط ثابت ہوئی جو دشمنوں کے لئے بھی محل اعتراض ہے۔ مگر کون مسلمان ہے جو اس نظریہ کو تسلیم کرتا ہے۔ پس ہمارا سوال صاف ہے جس کا ہر مسلمان جواب دہ ہے۔

مولوی صاحب! اگر آپ واقعی تحقیق حق کے لئے خلوص نیت رکھتے ہیں تو کیا قرآن مجید کی آیت اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ (یعنی تو اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت اور نصیحت کے ساتھ بلا) آپ نے نہیں پڑھی یا پڑھی ہے تو پھر کیا یہ آیت منسوخ ہو چکی ہے۔ اگر نہیں تو پھر اس پر عمل کرنے سے گریز کیوں کرتے ہیں جس میں امور دینیہ کے متعلق دلائل کے ساتھ تحقیق حق کرنے کا صحیح طریق بتلایا گیا ہے۔

احمدیت کسی نئے مذہب کا نام نہیں۔ اور نہ ہی بانی سلسلہ احمدیہ کا یہ دعویٰ تھا کہ آپ کوئی نئی شریعت لائے ہیں بلکہ احمدیت کی غرض و غایت تجدید اسلام اور خدمت اسلام تک محدود ہے۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحبؑ کا یہ دعویٰ تھا کہ خدا تعالےٰ نے آپ کو مسلمانوں کی بگڑی ہوئی حالت کی اصلاح اور اسلام کی خدمت کے لئے مامور کیا ہے۔ اسلام کی خدمت کے مفہوم میں اسلام کے چہرہ کو گرد و غبار سے صاف کرنا۔ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کا انتظام کرنا۔ اسلام کو دوسرے مذاہب کے مقابل غالب کرنا اور اسلام میں ہو کر دنیا کے غلط عقائد و اعمال کی اصلاح کرنا شامل ہے۔

پھر جماعت میں داخل ہونے والوں کے لئے آپ کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ

"اے وے لوگو! جو اپنے تئیں میری جماعت میں شمار کرتے ہو آسمان پر تم اس وقت میری جماعت شمار ہو گے جب سچ مچ تقویٰ کی راہوں پر قدم مارو گے۔ ضرور ہے کہ رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو۔ سو خبردار رہو کہ ٹھوکر نہ کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان کے ساتھ تعلق ہے۔

یہ مت سمجھو کہ تم نے ظاہری طور پر بیعت کر لی ہے ظاہر کچھ چیز نہیں۔ خدا تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اس کے مطابق تم سے معاملہ کرے گا"۔

کہ ذاتے ہو...

"جو شخص پنجگانہ نماز کا التزام نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ماں باپ کی عزت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنی اہلیہ اور اس کے اقارب سے نرمی اور احسان کے ساتھ معاشرت نہیں کرتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ جو شخص اپنے ہمسایہ کو ادنیٰ ادنیٰ خیر سے محروم کرتا ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر مرد جو بیوی۔ یا بیوی خاوند سے خیانت سے پیش آتی ہے وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔ ہر ایک زانی۔ فاسق شرابی۔ خونی۔ چور۔ قمار باز خائن۔ مرتشی۔ غاصب۔ ظالم۔ دروغگو جعلساز اور ان کا ہمنشین جو افعال شنیعہ سے توبہ نہیں کرتا اور خراب مجلسوں کو نہیں چھوڑتا وہ میری جماعت میں سے نہیں ہے۔"

مولوی صاحب! آپ زبان سے جو جی چاہے کہہ لیں۔ لیکن حقیقت کبھی چھپ نہیں سکتی آپ کے پیشرو باوجود اختلافات کے مندرجہ ذیل خیالات کا اظہار کر چکے ہیں۔ جو ہر سنجیدہ آدمی کے لئے قابل غور و فکر ہیں۔

سنئے! حضرت اقدس کی وفات پر اخبار زمیندار لاہور لکھتا ہے۔

"مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مرحوم و مغفور ضلع گورداسپور کے ایک معزز خاندان کے رکن تھے ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے۔ ان کا تمام وقت مکالمہ دینیات میں صرف ہوتا تھا۔ عوام سے کم ملتے تھے۔ آپ عبادت اور وظائف میں اس قدر محو و مستغرق تھے کہ مہمانوں سے بھی بہت کم گفتگو کرتے تھے۔ گو ہمیں ذاتی طور پر مرزا صاحب کے دعاوی یا الہامات کے قائل اور معتقد ہونے کی عزت حاصل نہ ہوئی۔ مگر ہم ان کو ایک پکا مسلمان سمجھتے تھے"۔

اخبار وکیل امرتسر نے لکھا کہ:۔

"مرزا غلام احمد صاحبؑ کی رحلت اس قابل نہیں کہ اس سے سبق حاصل نہ کیا جائے۔ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو۔ ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔ مرزا صاحب کی اس رحلت نے

(باقی ص ۸ پر)

فطرانہ وعید فنڈ

فطرانہ وہ صدقہ ہے جو نماز عیدالفطر سے پہلے ادا کیا جاتا ہے۔ ہر مسلمان مرد۔ عورت۔ اور بچہ کے لئے اس کا ادا کرنا فرض ہے خواہ نوزائیدہ بچہ ہی ہو۔ اس کی شرح ایک صاع یعنی پونے تین سیر گندم ہے جس شخص میں اتنا غلہ ادا کرنے کی استطاعت نہ ہو وہ نصف شرح پر ادائیگی کرسکتا ہے۔ چونکہ اس وقت مختلف مقامات پر گندم کا نرخ بارہ روپیہ سے لے کر چودہ روپیہ فی من تک ہے اس لئے فطرانہ کی شرح چودہ آنہ فی کس مقرر کی جاتی ہے۔ بچوں کے لئے بھی یہی شرح ہے، سوائے اس کے کہ کسی بچہ کا وارث اتنی رقم ادا نہ کرسکتا ہو۔ اس صورت میں تمام خاندان کے لئے سات آنہ فی کس کے حساب سے فطرانہ ادا کرنے کی اجازت ہے۔ اگر کسی جگہ پر گندم کا نرخ کم و بیش ہو یا آج کے بعد نرخ گر جائیں یا بڑھ جائیں تو مقامی جماعتیں اپنے اپنے ہاں کے نرخ کے مطابق فطرانہ کی شرح مقرر کرسکتی ہیں۔

فطرانہ کی رقم مقامی غرباء میں حسب ضرورت تقسیم کرنی چاہئے جو رقم بچ رہے وہ مرکز میں بھیج دی جائے۔ اس رقم کو کسی دوسرے مصرف میں لانا جائز نہیں اور سال کے دوران میں غرباء میں تقسیم کرنے کی خاطر اسے محفوظ رکھنے کی بھی اجازت نہیں بلکہ مناسب یہ ہے کہ عید سے بہت پہلے فطرانہ جمع کرکے غرباء میں تقسیم کر دیا جاوے تا وہ بھی عید کی خوشی میں شامل ہو جائیں۔

عید فنڈ مرکزی چندہ ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک سے جاری ہے۔ اس وقت اس کی شرح ہر کمانے والے کے لئے ایک روپیہ فی کس تھی۔ اگر روپیہ کی موجودہ طاقتِ خرید کا خیال کیا جاوے تو عید فنڈ کی شرح کم از کم پانچ روپیہ فی کس ہونی چاہئے۔ لیکن اس طرز پر عید فنڈ کی شرح بڑھانا درست نہیں ہوگا۔ کیونکہ اب بھی کئی کمانے والے پانچ روپے فی کس ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے اس لئے عید فنڈ کی کم از کم شرح ایک روپیہ فی کس ہی ہے۔ لیکن اس کے مقاصد کا خیال رکھتے ہوئے ضروری ہے کہ ہر کمانے والا اپنی استطاعت کے مطابق ایک روپیہ فی کس سے زیادہ ادا کرے۔

چونکہ احمدی احباب نے دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا عہد کیا ہوا ہے اور اس وقت دین کے قیام اور اس کی اشاعت کے لئے بہت روپیہ کی ضرورت ہے۔ اس لئے خاکسار کے نزدیک ضروری ہے کہ ہر شخص عید کی خوشی منانے کے لئے جتنا روپیہ خرچ کرسکتا ہو اس کا نصف وہ ضرور عید فنڈ میں ادا کرے بے شک عید کی خوشی میں نئے کپڑے بنانا عمدہ کھانے پکانا۔ دوست احباب کو تحفے دینا نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ لیکن دین کو اپنی خوشی میں شامل کرنا اور اس کی کمزوری کی حالت میں ہر موقعہ پر اور ہر بہانہ سے اس کی خدمت کرنا بھی واجب ہے۔

علاوہ ازیں ایک ایسی جماعت کے لئے جس نے قرآن مجید کی باریک در باریک جزئیات پر عمل کرنے کا تہیہ کر رکھا ہو اور جس نے دین اسلام کو دوبارہ دنیا میں سرفراز کرنے کا بیڑہ اٹھا رکھا ہو اس کے لئے لازمی اور لابدی ہے کہ ہر موقعہ پر کفایت شعاری سے کام لے اور جس قدر رقم بھی پس انداز ہو سکے اسے دینی ضروریات پر خرچ کرنے کی خاطر سلسلہ کو دیدے۔ ایسی جماعت کو یہ زیب نہیں دیتا کہ عید کی خوشی میں کپڑوں اور کھانوں پر تو لاکھوں روپے خرچ کریں لیکن اس مبارک تقریب پر دین کی خدمت کے لئے چند ہزار روپے جمع کرکے مطمئن ہو جائیں۔

قومی ترقی کا ایک عظیم الشان گُر اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس آیہ مبارک میں بیان فرمایا ہے وَيَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ قُلِ الْعَفْوَ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ (سورہ بقرہ ع ۲۷)

اور وہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا کچھ خرچ کریں، کہہ دے۔ تمام بچت۔ اس طرح اللہ تعالیٰ اپنے احکام کھول کھول کر بیان کرتا ہے، تاکہ تم غور و فکر سے کام لو۔ دنیا کے بارے میں بھی اور آخرت کے بارہ میں بھی۔

عفو کے ایک معنے پاکیزہ مال کے بھی ہیں اور بچت کے بھی اس پر ال آنے سے اس کے معنی بن گئے۔ پاکیزہ مال کی تمام بچت فرمایا۔ پاکیزہ مال کماؤ۔ پھر اسے انتہائی کفایت شعاری سے خرچ کرو۔ زیادہ سے زیادہ بچاؤ۔ ہر رنگ میں اور ہر موقعہ پر بچت کو ملحوظ خاطر رکھو اور پھر وہ تمام بچت خدا کی راہ میں خرچ کرو۔ خوب غور کرو۔ کیا دین و دنیا میں کامیاب ہونے کے لئے اس سے بڑھ کر کوئی اور طریق کار ذہن میں آسکتا ہے؟ پس اے دین کے محافظ عید کے مبارک اور خوشی کے موقعہ پر بھی زیادہ سے زیادہ رقم بچاؤ اور اسے عید فنڈ کی شکل میں سلسلہ کے حوالہ کرکے دین کو بھی اپنی خوشی میں شامل کرلو اور اس طرح اپنے لئے اور اپنی نسلوں کے لئے دائمی عید کے حصول کے وقت کو نزدیک سے نزدیک تر کرتے چلے جاؤ۔

پچھلے سالوں میں عید فنڈ کی وصولی میں بہت غفلت اور کوتاہی ہوتی رہی ہے۔ اس لئے میں تمام عہدہ داروں سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آئندہ عید فنڈ کی وصولی پوری توجہ اور محنت سے کیا کریں اور عید سے پہلے اس فنڈ کی ادائیگی کے لئے اپنی اپنی جماعتوں میں مناسب رنگ میں اور مناسب موقعوں پر تحریک کرتے رہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی خوشنودی کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔

ناظر بیت المال۔ ربوہ

حصہ آمد کے موصی احباب یاد رکھیں کہ

(۱) آپ کے حصہ آمد کے حساب کی تکمیل کا انحصار صرف اور صرف بجٹ فارم آمد کے پُر کر دینے پر ہے۔ اس لئے بجٹ فارم بہت جلد پُر کرکے واپس فرمائیں۔

(۲) بجٹ فارم پُر کرنے سے پہلے دونو طرف کی مطبوعہ عبارتوں کو غور سے پڑھ لیں تاکہ اسے پُر کرتے وقت کسی قسم کی بے احتیاطی یا غلطی نہ ہو جائے۔

(۳) موصی کی بجائے کسی دوسرے شخص کو بجٹ فارم پُر کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ یعنی موصی کی جگہ اپنے دستخط نہیں کرنے چاہئیں۔ دستخط کنندہ بہت بڑی ذمہ داری اپنے اوپر لیتا ہے۔

(۴) بجٹ فارم پُر کرکے نیچے اپنے دستخط ضرور کریں۔ ناخواندہ ہونے کی صورت میں نشان انگوٹھا ثبت کریں۔ اور تاریخ درج کریں۔

(۵) حصہ آمد کا بقایا کسی صورت میں چھ ماہ سے زائد نہ ہونے دیں۔ کیونکہ اس صورت میں وصیت منسوخ ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

(۶) بجٹ فارم پُر کرکے واپس نہ کرنا بھی چھ ماہ سے زائد عرصہ کا بقایا دار ہونے کے مترادف ہے۔ اس سستی کی وجہ سے بھی وصیت از روئے قواعد منسوخ ہو سکتی ہے۔

(۷) وصیت کا بقایا کسی صورت میں معاف نہیں ہو سکتا۔ نہ ہی حصّہ آمد یا حصہ جائداد کی شرح ۱/۱۰ سے کم ہو سکتی ہے۔

(۸) دفتر کی طرف سے سالانہ حساب پہنچنے پر اطلاع دیں کہ آیا درست ہے اور جو بقایا یا فاضلہ دکھایا گیا ہے اس پر آپ کو اطمینان ہے؟

(۹) حساب غلط ہونے کی صورت میں بلاتوقف اطلاع دیں کہ اس میں کیا غلطی ہے۔

(۱۰) خط و کتابت کے لئے اپنے پتے سے دفتر کو ضرور آگاہ رکھیں۔ بعض وصیتیں موصیوں کے عدم پتہ کی وجہ سے داخل دفتر کر دی جاتی ہیں۔

(۱۱) اپنے دوسرے موصی بھائیوں کو بھی جو اخبار کے خریدار نہیں ان امور سے واقف کر دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

اراکین و عہدہ داران انصار کی فوری توجہ کے لئے ضروری اعلان

احباب جماعت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اعلان مندرجہ اخبار الفضل ۹ اپریل ۱۹۵۷ء پڑھ چکے ہیں جس میں حضور نے خدام۔ انصار کو خاص طور پر تاکید فرمائی ہے کہ (حضور کی جلسہ سالانہ والی تقریر جو) کتاب "خلافت حقہ اسلامیہ" اور "اسلامی نظام کی مخالفت" کے نام سے شائع ہو چکی ہیں ان کا امتحان دیں۔ جملہ زعماء صاحبان کو تاکید کی جاتی ہے کہ وہ بہت جلد اپنی اپنی مجلس کے اراکین انصار کو جمع کرکے اخبار الفضل سے اس اعلان کو پڑھ کر سنائیں اور امتحان کے لئے تیار کریں۔

حضور نے جولائی ۵۷ء کا دوسرا ہفتہ امتحان کے لئے مقرر فرمایا ہے۔ ان کتابوں کے مطالعہ کے لئے کافی وقت مل جائے گا۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ انصار اپنی ذمہ داری کو سمجھتے ہوئے اس امتحان میں سو فیصدی حصہ لیں گے اور اپنا اپنا نام امتحان کے لئے زعماء صاحبان انصار کو لکھوا دیں گے

زعماء صاحبان کو چاہئے کہ امتحان دینے والے انصار کی فہرستیں بہت جلد براہ راست پرائیویٹ سیکرٹری کے دفتر میں بھیج کر دفتر ہذا کو اطلاع دیدیں۔

صدر انصار اللہ مرکزیہ ربوہ

درخواست دعا

خاکسار کا ایک لڑکا مڈل اور ایک انٹرفیڈ یٹ کا امتحان دے رہا ہے اور دوسرا ادیب فاضل کا۔ احباب کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ محمد حسین خان ملحدار نمبردار۔ سرگودھا

منصوبہ بندی کا مستقل بورڈ قائم کر دیا گیا

وزیر اعظم سہروردی بورڈ کے صدر رہیں گے

کراچی ۲۲ اپریل۔ حکومت پاکستان نے منصوبہ بندی کا ایک مستقل بورڈ قائم کیا ہے جس کے صدر وزیر اعظم مسٹر حسین شہید سہروردی ہوں گے۔ یہ بورڈ ملک کی اقتصادی اور سماجی ترقی کی رفتار تیز کرنے میں مدد دینے اور اس سلسلہ میں آئینی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔

مستقل منصوبہ بندی بورڈ کے قیام کا اعلان کل وزارت اقتصادی امور کی طرف سے شائع کردہ ایک گزٹ میں کیا گیا ہے۔ بورڈ کا ایک صدر اور کم از کم دو رکن ہوں گے۔ جن میں سے ایک نائب صدر ہوگا۔ مسٹر سعید حسن کو ۱۷ اپریل ۱۹۵۷ء سے بورڈ کا نائب صدر مقرر کر دیا گیا ہے۔

منصوبہ بندی بورڈ مرکزی حکومت نے ۱۸ جولائی ۱۹۵۳ء میں پہلا پنج سالہ منصوبہ تیار کرنے کے لئے قائم کیا تھا۔ اس منصوبے کو قومی اقتصادی کونسل اصولی طور پر منظور کر چکی ہے منصوبہ بندی کے نئے اور مستقل بورڈ کے فرائض یہ ہوں گے۔

(۱) آئندہ ملک کی اقتصادی اور سماجی ترقی کے لئے پنج سالہ منصوبے تیار کرنا (۲) موجودہ پنج سالہ منصوبے میں ملک کی بدلتی ہوئی اقتصادی صورت حال کے پیش نظر اضافے اور ترامیم کرنا (۳) صوبائی حکومتوں کو ترقیاتی منصوبوں پر فنی اور مالی امور کے متعلق مشورے دینا (۴) سماجی اور اقتصادی میدانوں میں قومی مقاصد کے حصول کے لئے منصوبہ بندی کی رفتار تیز کرنا اور اگر ضرورت پڑے تو اس سلسلہ میں رہنمائی کرنا (۵) ترقیاتی سکیموں۔ پروگراموں اور تجاویز کا اس نقطہ نظر سے جائزہ لینا کہ انہیں ترقیاتی منصوبوں میں شامل کر لیا جائے (اپ)

درخواستہائے دعا

(۱) میری لڑکی قریباً آٹھ روز سے بعارضہ بخار بیمار ہے۔ گلے میں بھی سخت تکلیف ہے جس سے پانی بھی اندر نہیں جاتا احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ میری بچی کے واسطے دعا کریں کہ خدا تعالیٰ اسے صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین

"تاج بی بی۔ بیوہ چوہدری محمد حسین کاٹھ گڑھی"

(۲) مکرم منشی سبحان علی صاحب کاتب روزنامہ الفضل سینہ پر ایک پھوڑا نکل آنے کی وجہ سے بیمار ہیں۔ بزرگان کرام دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے آمین۔

(محمد یعقوب۔ ربوہ)

اور تنگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے

ایک دعوت مباہلہ کا جواب

(بقیہ صفحہ ۶)

ان کے بعض دعاوی کے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ان کا ایک بڑا محسن ان سے جدا ہو گیا اور اس کے ساتھ مخالفین اسلام کے مقابلہ پر اسلام کی شاندار مدافعت کا جو اس کی ذات سے وابستہ تھی۔ خاتمہ ہو گیا۔ ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہیں ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تا کہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنا رکھا آئندہ بھی جاری رہے مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے مرزا صاحب کی یہ خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبار احسان رکھے گی۔ کہ انہوں نے قلمی جہاد کرنے والوں کی پہلی صف میں شامل ہو کر اسلام کی طرف سے فرض مدافعت ادا کیا۔ مرزا صاحب نے اسلام کی بہت خاص خدمت سرانجام دی ہے۔ آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا آدمی پیدا ہو"

رسالہ تہذیب نسواں لاہور نے لکھا:

"مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم۔ بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے ہم انہیں مذہباً مسیح موعود تو نہیں مانتے تھے۔ لیکن ان کی ہدایت اور رہنمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی۔"

اشتہار

از پیشگاہ جناب کنور عبدالعزیز خان صاحب تحصیلدار اسسٹنٹ کلکٹر درجہ اول جھنگ

اللہ یار ولد غلام محمد قوم سیال بھروانہ موضع موکھیانہ ضلع و تحصیل جھنگ سائل

بنام

اللہ دتہ ولد وہاب (۲) سادہ ولد وہاب۔ محمد ولد وہاب قوم سیال بھوجوانہ (۳) احمد خان ولد وہاب قوم سیال بھوجوانہ۔ اللہ یار ولد نجابت ذوالفقار ولد نجابت محمد نواز ولد نجابت ناصر حیات ولد نجابت خان محمد ولد شہادت۔ پیر بخش ولد شہادت۔ مسماۃ اللہ جوائی بیوہ شہادت۔ مسماۃ غلام بی بی دختر شہادت۔ مسماۃ بشیر بی بی دختر شہادت۔ مسماۃ صاحب خاتون دختر شہادت منظور بی بی دختر شہادت۔ اقوام سیال بھروانہ ساکنہ چک ۲۶۲ تحصیل و ضلع جھنگ فلک شیر ولد غلام محمد سردار عبدالوہاب ولد غلام محمد قوم سیال بھروانہ سکنہ موکھیانہ کرم ولد سردار۔ ولی داد ولد سردار۔ علی محمد ولد جلا۔ سلامت ولد گھنا۔ دتہ۔ احمد۔ شیرا۔ ولیا پسران دیانہ۔ مسماۃ ستاں۔ مسماۃ سلطان۔ مسماۃ نولاں دختران دیانہ۔ مسماۃ نوراں بیوہ دیانہ نور احمد شہادت پسران محمد سلطان ولد خضر۔ عینی ولد نابھو۔ بانگ ولد نابھو۔ شیرا ولد نابھو۔ مراد ولد خوشحال۔ رجب ولد خوشحال۔ معراج ولد خوشحال۔ کرمو ولد خوشحال۔ محمد ولد لال جمال ولد سجاول۔ جیند ولد علی۔ باقر ولد علی۔ مدعی ولد مہرم اقوام سیال بھوجوانہ۔ مولا داد ولد نور محمد قوم سیال بھروانہ ساکنان چک ۲۶۲ سلامت ولد خدا بخش امیر ولد خدا بخش قوم سیال بھروانہ۔ ساکنان موکھیانہ تحصیل جھنگ مسئول علیہم

درخواست تقسیم اراضی کھاتہ ۸۶ رقبہ ۳۲۶ کنال واقع چک ۲۶۲ تحصیل جھنگ بمطابق جمعبندی ۱۹۵۱-۵۲

ہرگاہ بذریعہ اشتہار ہذا جملہ مسئول علیہم و دیگر واسطہ داران و متعلق داران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ سائل نے برائے تقسیم کھاتہ ۸۶ مذکورہ بعدالت ہذا درخواست گذاری ہے لہذا آپ تاریخ مقررہ ۵۷/۵/۱۰ کو بروئے تحریر بیان اصالتاً یا وکالتاً پیش کریں۔ بصورت عدم حاضر عدالت ہذا آویں۔ ورنہ کارروائی تقسیم آپ کے خلاف کارروائی یکطرفہ کر کے سماعت کی جاوے گی

۵۷/۴/۱۰

(مہر عدالت) (دستخط افسر)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۶ ——